تذکرہ

عُلماءِ اہلسنّت

تیرھویں صدی ہجری سے موجودہ دور تک کے مشاہیر علماء اہلسنت
ہند و پاک کے احوال و فضائل و خدمات پر پہلی کتاب

نوشتہ

محمود احمد قادری

استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم - کانپور

ناشر

سُنّی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

تذکرہ

علماءِ اہلسنّت

مصنّف

محمود احمد قادری

استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم۔ کانپور

ناشر

سنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب	تذکرہ علمائے اہلسنت
مؤلف	مولانا شاہ محمود احمد قادری
مطبع	علیہ پریس
طباعت	بار اول کانپور انڈیا ۱۹۷۲ء بار دوم ۱۹۹۲ء سنی دار الاشاعت فیصل آباد
قیمت	۲۵/۰ روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز ۴۰-بی اردو بازار لاہور

مکتبہ حامدیہ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور

شرفِ عنوان

علماء و مشائخ اہل سنت کا یہ تذکرہ خدمتِ دین کے جذبہ کے تحت خاکسار کے قلم سے چھپ کر شائع ہو رہا ہے حصول برکت اور قبولیت کے لئے اس دینی خدمت کو اپنے محسن و مربی، استاذ و شیخ، برہان الاصفیاء، بدر الکاملین، سلطان المتکلمین، شرف الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین دامت برکاتہم امین شریعت صوبہ بہار و مفتی اعظم کانپور کے نام نامی سے معنون و منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

جن کے فیضانِ کرم سے دین کی نعمت اور اس سے لگاؤ اور علماء و مشائخ اہل سنت سے عقیدت و نیاز مندی کی دولت سرمدی ملی۔

لا خیل عندک تہدیہا ولا مال ، فلیسعد النطق ان لم یسعد الحال

اور

شمس الاسلام قدوۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی مدظلہ العالی، حضرت العلامہ محمد علاء الدین مدنی مدظلہ (فندق طیبہ) اور خان بہادر الحاج شاہ مصطفےٰ علی خاں مدظلہ میسوری مدنی (رباط جماعت منزل) (جنھیں ہر وقت سرور کائنات روحی فداہ ابی و امی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بارگاہ بیکس پناہ میں حضوری کا شرف حاصل ہے) کی خدمت میں اس عرض و التجاء کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ یہ حضرات خاکسار کو اپنی مخصوص دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

بندۂ گنہگار

محمود احمد قادری اصلح حالہٗ

اور شرح ملّا جامی حضرت مولانا کریم اللہ دہلوی سے پڑھیں، مولانا کریم اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث کے شاگرد تھے، شنبہ ۷ شوال المکرم ۱۲۳۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت قطب العالم کو خبرِ وصال سن کر کافی صدمہ ہوا، باچشم تر فرمایا "آج مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا انتقال ہوا"، حضرت قطب العالم نے مشکوٰۃ المصابیح کا درس حضرت شاہ عبدالعزیز محدث سے لیا، لوائح جامی حضرت حافظ محمد علی شاہ فخری سلیمانی خیرآبادی سے اور مثنوی مولانائے روم حضرت حقائق پناہ غلام محمد شاہ عرف مسکین شاہ سے پڑھی۔ ———— حضرت قدوہ ارباب کاملان شاہ محمد غوث شہید قادری کی خدمت میں[1] شیخوپورہ بدایوں شریف میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا رخصت کے وقت حضرت شاہ محمد غوث شیخوپوری نے فرمایا، ہم نے تمہارا نام شاہ مقبول احمد رکھ کر مجاز ارشاد کیا، حضرت قطب العالم نے قدم بوسی کے بعد عذر معذرت چاہی تو حضرت پیر و مرشد نے فرمایا، ہم نے تم کو بحکم پیران عظام مجاز کیا ہے، اگر کوئی شخص بحسن عقیدت، بنظر استفادہ حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کرے، استخارہ کے بعد اس کی دست گیری کرنا"

حضرت قطب العالم کی قوت مکاشفہ بڑی زبردست تھی، ہزارہا مخلوق نے آپ کے نفس زکیہ کی برکات سے جلاء قلب و نظر حاصل کی، حضرت مولانا شاہ سراج الحق حفید رشید حضرت شیخ المشائخ

[1] حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ قصبہ زمانیہ ضلع غازی پور کے رہنے والے تھے حضرت شیخ الشیوخ شاہ آلِ احمد عرف اچھے میاں کے مرید و خلیفہ تھے، شیخوپور بدایوں میں قلعہ کے باہر ایک مسجد، خانقاہ اور کنواں تعمیر کیا، اور خلق خدا کی ہدایت میں مصروف ہوئے، آپ کا گذر بسر توکل پر تھا، کسی سے فتوح و نذر قبول نہیں کرتے تھے، خرچ بہت زیادہ تھا، بدایوں تشریف لے گئے، ایک جماعت ساتھ تھی، اسی میں سے کئی شخصوں نے مل کر آپ کو زخمی کر دیا، آپ نے قاتلوں سے فرمایا، تم لوگ فوراً چلے جاؤ، ایسا نہ ہو کہ کوئی تم کو دیکھ لے اور گرفتار کر لے، یہ واقعہ ۶ رشعبان سنہ ۱۲۵۵ھ کو شب جمعہ میں پیش آیا، آپ کا مزار شریف بیر بود لہ در حضرت احمد بود لہ کے مزار سے متصل ہے، تنکا شاہ آپ کے ممتاز خلفاء میں تھے مگر سلسلہ کا اجراء حضرت قطب العالم شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ سے ہوا۔ (تذکرۃ الواصلین)

غوث الوقت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی، حضرت تاج العرفاء مولانا شاہ محمد عادل کانپوری، حضرت شاہ سید مہدی حسن، حضرت حافظ عبداللہ قدس اسرارہم مشہور و اجل خلفاء میں تھے۔

حضرت قطب العالم نے بروز شنبہ ۱۰ محرم الحرام بوقت ظہر ۱۲۹۶ھ میں انتقال فرمایا مزار مبارک آپ کی مسجد محلہ فراش خانہ دہلی میں ہے۔ ———— حضرت کے مرید خاص حضرت مولانا سید محمد بخش اللہ شاہ گورکھپوری نے "خاص خدا" مادہ تاریخ کہا، جس کو حافظ غلام رسول ویراں شاگرد ذوق نے نظم کیا ؎

حافظِ آگاہ و دل شیخ زماں عبدالعزیز · آں کہ او مقبول احمد بود از صدق و صفا

بہر تاریخ وصالش ثبت شد "خاص خدا"
۱۲۹۶ھ

(ریاض الابرار)

حضرت شاہ عبدالعلیم آسی سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹ر شعبان المعظم ۱۲۵۰ھ میں سکندر پور ضلع میں ولادت باسعادت ہوئی، ظہور الحق تاریخی نام قرار پایا، والد کا نام شیخ قنبر حسین، آپ کے نانا کا نام مفتی احسان علی، حضرت مولانا مظفر بلخی[1] کی اولاد میں تھے، ابتدائی کتب نانا سے پڑھنے کے بعد خانقاہ رشیدیہ جون پور حاضر ہوئے اور حضرت شاہ غلام معین الدین قدس سرہٗ سے میر قطبی تک پڑھا، حاجی امام بخش جون پوری المتوفی ۱۲۷۴ھ نے اپنی آمدنی سے چار آنہ وقف کر کے مدرسہ حنفیہ کی بنا ڈالی اور حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی کو بلا کر صدر مدرس مقرر کیا تو آپ حضرت مولانا سے پڑھنے لگے، پڑھنے میں بہت محنت فرماتے، رات گذر جاتی مگر خبر نہ ہوتی، ایک صفحہ سے زیادہ کسی کتاب کو سبقاً نہیں پڑھا، مولانا عبدالحلیم صاحب فرماتے

[1] حضرت مولانا مظفر بلخی، بلخ کے تارک سلطنت سلطان، اور اقلیم معرفت الٰہیہ کے شاہ حضرت مخدوم شرف الدین منیری قدس سرہٗ کے جانشان کی بہا تھے، بحکم پیر و مرشد عدن تشریف لے گئے، وہیں ۳ر رمضان المبارک ۷۸۲ھ میں وفات پائی، "بہارِ شرف" فقرہ تاریخ وصال ہے، تفصیل کے لئے "مناقب الاصفیاء"، "تاریخ سلسلہ فردوسیہ"، "وسیلۂ شرف" دیکھی جائے۔ (وسیلۂ شرف)

کتاب ختم ہوگئی، اب دوسروں کو پڑھاؤ، ــــــ مولانا عبدالحلیم صاحب کے جانے کے بعد ان کی جگہ پر مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی آئے، آپ ہدایہ لے کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے، مفتی صاحب نے فرمایا، فقیر کا شمس بازغہ کے بعد ہدایہ پڑھانے کا معمول ہے، حضرت آسی نے عرض کیا، شمس بازغہ پڑھ چکا ہوں، اس گفتگو کے بعد انھوں نے عام طلبہ کی طرح پڑھانا چاہا، حضرت آسی نے عرض کیا، تین سطروں کا مطالعہ کر کے آیا ہوں، میں نے جو باتیں ان میں پیدا کی ہیں، ان کو سُن لیجئے، تین گھنٹہ تقریر کی، مفتی صاحب دم بخود سنتے رہے، ختم تقریر کے بعد مفتی صاحب نے فرمایا، صاحبزادے میں آپ کی تعریف مولوی عبدالحلیم سے سُن چکا ہوں، مجھے ایسے شاگرد کی جب تلاش تھی تو کوئی نہیں ملا، اب بوڑھا ہو چکا ہوں، پڑھانے کے لائق نہیں رہا، آپ مطالعہ کر کے کتاب خود ختم کر لیجئے اور دوسروں کو پڑھائیے، جہاں شبہ ہو پوچھ لیجئے۔

حضرت آسی کے والد اور پیر و مرشد شاہ غلام معین الدین قدس سرہما کو حضرت قیام الحق شاہ امیرالدین حیدری رشیدی سے بیعت تھی، خلافت بھی دونوں کو ساتھ ملی، حضرت آسی برسہا برس سفر و حضر میں خدمت گذاری کے لئے پیر و مرشد کے ساتھ رہے، شیخ کے وصال کے بعد درگاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین ہوئے، اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے، شاہ غلام افضل الہ آبادی سے تلمذ تھا، دیوان عین المعارف حقائق و معارف کا گنجینہ ہے ــــــــــــ کشیدہ قامت، گداز بدن، کتابی چہرہ، سیاہ آنکھیں، گھنی اور گول داڑھی، خندہ رُو، ستھرے دل بدن، سراپا جمال تھے، ابتداء میں ذریعۂ معاش کے لئے طبابت کی، طبیعت بذلہ سنج پائی تھی، آخر عمر میں صحت خراب ہوگئی تھی، بصارت میں زوال ہوگیا تھا لیکن نور بصیرت میں کمال کا درجہ حاصل ہوگیا تھا، وفات سے پانچ سال پہلے ستلی کا مرض لاحق ہوا، چائے پر گذارہ تھا،

۸۵ برس کی عمر میں ۳ رجمادی الاخری ۱۳۳۵ھ مطابق ۲ رفروری ۱۹۱۷ء اپنی سسرال محلہ نورالدین پورہ غازی پور میں انتقال فرمایا، مزار مبارک اسی محلہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت مولانا محمد فاخر الہ آبادی، حکیم عبدالعزیز بہاری، شاہ ادریس رسول پھلواروی، شاہ

عبدالحق ظفر آبادی، مولانا عبدالحنان غازی پوری، مولانا محب اللہ غازی پوری، مولانا حکیم نذیر احمد بہاری خلفاء تھے، مشہور عالم، ادیب و شاعر اور علم نواز مولانا سید محمد سبحان اللہ عظیم رئیس گورکھپور آپ ہی کے مرید تھے، حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش المتوفی ۱۳۷۶ھ صوفی آپ کے جانشین تھے، انھوں نے درج ذیل منظوم تاریخ وفات کہی۔

قطب دوراں شیخ ما عبدالعلیم — چوں بحق واصل شد از راہ نیاز

دست گیرش چوں بخواند اور اجلیم — عفو و لطفش زاں شدہ عاصی نواز

شل عرش از پرتو خلق عظیم — بود او را دامن رحمت دراز

ہر تاریخش چو فانی فکر کرد — ایں صدا آمد ز خلوت گاہ راز

شد جہاں بے او بچشم من سیاہ — محو ذات اللہ حلیم پاک باز

۴ — ۱۳۲۲ — ۱۳۳۵

(دیوان آسی، تاریخ شیراز سید جونپور)

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی

اپنے وطن دیوہ شریف، ضلع بارہ بنکی میں ۹ رشوال المعظم ۱۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے، ۱۲۴۱ھ میں بعمر تیرہ برس علماء کی سنت ستمرہ کے مطابق رام پور کا تعلیمی سفر کیا، مشہور وہابی مولوی حیدر علی ٹونکی رام پوری، مولانا سید محمد بریلوی اور مولانا نورالاسلام سے درسی کتابیں پڑھیں، حدیث کا دور شاہ اسحاق دہلوی سے کیا، علی گڑھ میں مولانا بزرگ علی مارہروی سے ریاضی پڑھی، فراغت کے بعد علی گڑھ ہی میں سرکار انگریزی میں مفتی و منصف کے منصب پر مقرر کئے گئے، ایک سال کے بعد بریلی تبادلہ ہوا، بریلی مجاہدین استخلاص وطن کا خاص مرکز تھا، ۱۸۵۷ء کی آتش جنگ آزادی سرد ہونے کے بعد بغاوت کے الزام میں بعبور دریائے شور کی سزا تجویز ہوئی اور ۱۸۵۸ء میں مفتی صاحب کالا پانی بھیجدئے گئے، وہاں پہلے سے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور حضرت مولانا مفتی مظہر کریم دریابادی موجود تھے، یہاں اللہ دونوں کا ساتھ رہا، زنداں کی کلفت اور غریب الوطنی